Al-Qirtas ARABIC

ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

A Critical Review of the Editing and Interpretation of the Letters of Mirza Ghalib

مکاتیبِ غالب کی تدوین و تفہیم کا انتقادی جائزہ

Dr. Syeda Attia Khalid
Mohsin Khalid Mohsin

Urdu Dept Govt Women University Sialkot
Urdu Dept Govt Shah Hussain Associate College Lahore

Abstract

Mirza Ghalib is a master poet and nisar of the Urdu language. His poetry is full of all the elements of expression and innovation. In his prose, all the symbols and regions of the language are visible. In his letters, Mirza Ghalib completely changed the letter writing tradition, language, and style, and the result was that the letter took the form of a dialogue. This paper is an initial attempt to evaluate all the efforts of the compilers and authors in the context of editing and understanding the schools of Mirza Ghalib in view of scholarly criticism, which will reveal the technical importance of Mirza Ghalib's letters. will be seen as an important addition to the tradition.

Keywords: Mirza Ghalib, Ghalib's letters, style, Urdu language, Malik Ram, Maulana Imtiaz Ali Arshi, Ghulam Rasool Maher, Khaliq Anjum, Oud-e-Hindi, Farhang-i-Ghaleeb, Muhammad Shahi Rush, Sheikh Muhammad Ikram, letter tradition, Mughal Empire

مرزا غالب کے خطوط کی تدوین و تفہیم کے سلسلے میں سب سے پہلی کوشش چودھری عبدالغفور سرور مارہروی، خواجہ غلام غوث خال بے خبر اور منشی ممتاز علی خاں نے کی ہے اور عودِ ہندی'' کے نام سے غالب کے خطوط کا پہلا مجموعہ شائع کیا ہے۔ دوسری کوشش میر مہدی مجروح، منشی جواہر سنگھ جوہر، میر فخر الدین، لالہ بہاری لعل اور نواب علاء الدین خاں علائی کی ہے اور ان لوگوں نے غالب کے خطوط کا دوسرا اہم مجموعہ اردوے معلی' کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس کے بعد محققین خطوط غالب کے بے شمار نام ملتے ہیں۔ ان میں بعض نے غالب کے خطوط کا انتخاب مرتب کیا ہے اور بعض نے ان کے مکمل خطوط مرتب کیے ہیں۔ لیکن ہم یہاں چند اہم ناموں کا ہی تذکرہ کریں گے مثلاً: مولانا امتیاز علی خاں عرشی (مکاتیب غالب)، مولوی مہیش پرشاد (خطوط غالب)، آفاق حسین آفاق (نادرات غالب)، مولانا غلام رسول مہر (خطوط غالب دو جلدوں میں)، مالک رام (خطوط غالب) اور ڈاکٹر خلیق انجم (غالب کے خطوط چار جلدوں میں) وغیرہ۔

مذکورہ بالا محققین نے اپنے اپنے انداز سے خطوط غالب کے مختلف مجموعے مرتب کیے ان میں سب سے نمایاں مجموعہ مکاتیب غالب مرتبہ مولانا امتیاز علی خاں عرشی ہے۔ اس مجموعے کی خاص بات یہ ہے کہ یہ تحقیق و تدوین کے جدید اصولوں کی روشنی میں مرتب کیا گیا ہے۔ اس میں عرشی صاحب نے تحقیق و تدوین کے بنیادی مسائل کی طرف توجہ دی ہے، جس سے رہنما اصول مرتب ہوتے ہیں۔ مثلاً خطوط غالب کے مرتب کے لیے یہ بات ناگزیر ہے کہ وہ مکاتیب کے اندراج سے قبل مکتوب الیہ کا تعارف کرائے، مکاتیب میں جن شخصیتوں کے نام آئے ہیں ان پر ضروری حواشی تحریر کرے اور مبہم باتوں کی توضیح بھی مرتبین خطوط غالب کے لیے لازمی اور ضروری ہے۔ مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے غالب کے خطوط میں آئے بعض مبہم اشعار کے بارے میں پہلے تو یہ بتایا کہ اس سے کون سا کلام مراد ہے۔ پھر ضرورت کے تحت اس کا متن بھی نقل کر دیا ہے۔ اگر وہ کلام دستیاب نہیں ہے تو حواشی میں اس کی بھی صراحت کر دی ہے۔ اسی طرح عرشی صاحب نے غالب کے بعض اشعار کے ضمن میں بھی خطوط غالب سے اقتباس

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

نقل کیے ہیں جس سے مذکورہ اشعار کے پس منظر کی جانب رہنمائی ہوتی ہے۔

مولانا امتیاز علی خاں عرشی کی تقلید و پیروی کر کے آفاق حسین آفاق نے نادراتِ غالب مرتب کی ہے۔اس مجموعے کو بھی تحقیق وتدوین کے جدید اصولوں کی روشنی میں ترتیب دینے کی کوشش کی گئی ہے۔آفاق حسین نے بھی ضروری اور اہم حواشی کے ساتھ ساتھ بعض مکتوب الیہم کے حالات فراہم کرنے کی طرف توجہ کی ہے۔

اس کے علاوہ مولوی مہیش پرشاد، مولانا غلام رسول مہر، مالک رام اور ڈاکٹر خلیق انجم وغیرہ کا مجموعہ خطوط غالب بھی قابل قدر ہے۔ان حضرات نے بھی بعض حواشی تحریر کیے ہیں لیکن بہت ساری باتیں پھر بھی مبہم رہ گئی ہیں جن کی وضاحت لازمی اور ناگزیر تھی۔اس وجہ سے تشنگی قائم ہے۔البتہ مولانا غلام رسول مہر نے بعض مکتوب الیہم کے حالات ضرور تحریر کیے ہیں۔

ڈاکٹر خلیق انجم کے مرتبہ مجموعہ غالب کے خطوط کی خاص بات یہ ہے کہ یہ اب تک کا سب سے جامع مجموعہ ہے۔دوسرے خطوط غالب کے سلسلے میں انھوں نے اپنے تمام ماخذ کی نشاندہی بھی کر دی ہے۔ڈاکٹر خلیق انجم نے ''غالب کے خطوط جلد اول میں ۲۲۸ صفحات پر مشتمل مقدمہ تحریر کیا ہے۔ جس میں مختلف عنوانات قائم کر کے انھوں نے غالب کے خطوط کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔

خطوط غالب کی تحقیق کا ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ایک موضوع سے متعلق غالب کے تمام خطوط کو یکجا شائع کیا جائے یہ خدمت مرزا محمد عسکری نے انجام دی ہے۔ انھوں نے غالب کے تمام ادبی خطوط کو یکجا کر کے اسے ادبی خطوط غالب'' کے نام سے ایجوکیشنل پریس، کراچی سے شائع کیا ہے۔یہ ایسے خطوط کا مجموعہ ہے جن میں غالب نے ادبی نکات حل کیے ہیں، اشعار کے معنی سمجھائے ہیں اور شعرا کے متعلق رائے دی ہے۔

لغوی مباحث کی فرہنگ تیار کرنا بھی تحقیق خطوط غالب کا ایک دوسرا اہم گوشہ ہے اس سلسلے میں مولانا امتیاز علی خاں عرشی نے پیش قدمی کی ہے، اور لغوی مباحث سے متعلق ایک فرہنگ فرہنگ غالب'' کے نام سے مرتب کی ہے، لیکن اس میں یہ تنگی محسوس ہوتی ہے کہ مولانا عرشی نے صرف غالب کے بیانات ہی نقل کر دیے ہیں، ان پر کوئی نقد و تبصرہ نہیں کیا ہے۔اس لیے یہ کام کما حقہ نہیں ہو سکا ہے اور یہ توجہ طلب ہے۔

خطوط غالب کی تحقیق و تدوین کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ اس کے متن پر الگ الگ گفتگو ہونی چاہیے جس سے اس متن کے مختلف گوشوں کو اجاگر کیا جاسکے۔اس سلسلے میں عہد حاضر کے مشہور محقق پروفیسر نذیر احمد نے بعض مضامین تحریر کیے ہیں۔مثلاً ان کا ایک مضمون غالب کے ایک خط کے چند علمی مسائل'' ہے۔

اس مضمون میں انھوں نے اولاً پورے متن کو نقل کیا ہے۔پھر اس کے مندرجات الگ کر کے اس طرف رہنمائی فرمائی ہے کہ خطوط غالب کے متن میں اگر کوئی علمی یا لغوی مسئلہ زیر بحث آیا ہے تو اس کے بارے میں تفصیل سے لکھا جانا چاہیے۔اسی طرح ان میں اگر کسی شخصیت کا ذکر ہے تو اس کا اور اس کے علمی آثار کا مختصر اور جامع تعارف پیش کرنا چاہیے۔

خطوط غالب کا دوسرا بنیادی مسئلہ ان کے تنقیدی مطالعے کا ہے۔اس سلسلے میں سرفہرست نام مولانا الطاف حسین حالی کا ہے۔حالی نے ہی سب سے پہلے غالب کے خطوط سے متعلق بعض بنیادی باتیں تحریر کی ہیں، جو ان کی مشہور کتاب یادگار غالب" میں شامل ہیں۔حالی کی یہ کتاب خطوط غالب اور نثر غالب کے محاسن پر گفتگو کے لیے بنیادی ماخذ کا درجہ رکھتی ہے۔مولانا الطاف حسین حالی نے یادگار غالب میں غالب کی شاعری پر تبصرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کے خطوط پر بھی بحث کی ہے۔مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حالی کے بیان کردہ نکات کا خلاصہ یہاں درج کر دیا جائے۔

۱۔غالب نے القاب و آداب کا پرانا اور فرسودہ طریقہ اور بہت سی باتیں جن کو مترسلین نے لوازم نامہ نگاری میں سے قرار دے رکھا تھا مگر در حقیقت فضول اور دور از کار تھیں سب اڑا دیں۔

۲۔ادائے مطالب کا طریقہ بالکل ایسا ہے جیسے دو آدمی بالمشافہ بات چیت یا سوال و جواب کرتے ہیں۔۔وہ چیز جس نے ان کے مکاتبات کو ناول اور ڈراما سے زیادہ دلچسپ بنا دیا ہے وہ شوخی تحریر ہے جو اکتساب یا مشق و مہارت یا پیروی و تقلید سے حاصل نہیں ہو سکتی۔

۳۔بعض خطوں میں یاس و حسرت وافسردگی اور دنیا کی بے ثباتی و بے اعتباری کا بیان نہایت مؤثر طریقے میں کیا ہے۔ جس سے ان کے خیالات معلوم ہوتے ہیں۔

۴۔مرزا نے چند تقریظیں اور دیباچے بھی اردو زبان میں لکھے ہیں اور ان سب میں مسجع و مقفیٰ عبارت لکھنے کا التزام کیا ہے۔جو بے تکلفی اور صفائی مرزا کے اردو خطوں میں

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

پائی جاتی ہے وہ ان تقریظوں اور دیباچوں میں نہیں ہے۔اقتباس ملاحظہ کیجیے :

''ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگوں نے خط کتابت میں مرزا کی روش پر چلنے کا ارادہ کیا ہے، اور اپنے مکاتبات کی بنیاد بذلہ سنجی و ظرافت پر رکھنی چاہتی ہے۔ مگر ان کی اور مرزا کی تحریر میں وہی فرق پایا جاتا ہے جو اصل اور نقل یا روپ اور بہروپ میں ہوتا ہے۔ مرزا کی طبیعت میں شوخی ایسی بھری ہوئی تھی جیسے ستار کے تار میں سر بھرے ہوئے ہوتے ہیں اور قوتِ متخیلہ جو شاعری اور ظرافت کی خلاق ہے اس کو مرزا کے دماغ کے ساتھ وہی نسبت تھی جو قوت پرواز کو طائر کے ساتھ۔ اگرچہ مرزا کے بعد نثر اردو میں بے انتہا وسعت اور ترقی ہوئی ہے، علمی، اخلاقی، پولیٹکل سوشل اور ریلیجس مضامین کے لوگوں نے دریا بہا دیے ہیں، بائیو گرافی اور ناون میں بھی متعدد کتابیں نہایت ممتاز لکھی گئی ہیں، باوجود اس کے مرزا کی تحریر خط کتابت کے محدود دائرے میں بہ لحاظ دلچسپی اور لطف بیان کے اب بھی اپنا نظیر نہیں رکھتی''۔(۱)

مولانا حالی نے متذکرہ بالا خصوصیات کے سلسلے میں استشہاد کے طور پر خطوط غالب سے تقریباً تین اقتباسات بھی نقل کیے ہیں۔ غالب کے خطوط کے ان اقتباسات سے جہاں مختلف خصوصیات پر روشنی بھی۔ غاپڑتی ہے وہیں دوسری جانب ان کی شخصیت بھی جلوہ گر ہو جاتی ہے۔ خواجہ الطاف حسین حالی کے بعد دیگر نقادوں نے بھی خطوط غالب سے متعلق بعض مضامین تحریر کیے ہیں یا ان پر مختصراً اظہار خیال کیا ہے۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان کی طرف بھی یہاں مختصر اشارے کر دیے جائیں۔

شجاعت علی سندیلوی نے غالب کے خطوط سے متعلق ایک مضمون ''مرزا غالب بہ حیثیت نثر نگار تحریر کیا ہے۔ **جو غالب کچھ جائزے** مرتبہ وقار رومانی و اوصاف احمد میں شامل ہے۔ اس کے بعض نکات درج ذیل ہیں:

۱۔ مرزا نے دیباچوں اور تقاریظ میں اس رنگینی (مقفا و مسجع) طرز کو اختیار کیا لیکن خطوط اس خاص روش سے ہٹ کر عام فہم سادہ مگر دلکش در تمین اسلوب میں لکھے اور اپنی فطری نکتہ آفرینیوں سے کام لے کر اس میں ایسی جدت و ندرت پیدا کی کہ آج تک کوئی بھی اس انداز تحریر کی پیروی نہ کر سکا۔

۲۔ ان کے خطوط میں انوکھا پن، شوخی درنگینی، خلوص و صداقت، سادگی و رعنائی، کیف و نشاط، طنز و مزاح، نکتہ آفرینی و جزئیات نگاری پائی جاتی ہے۔ مراسلت میں مکالمت پیدا کر نا مرزا کی نثر کی روح ہے۔ ان کی نثر نویسی میں جو چیز سب پر حاوی ہے وہ ان کی شوخی و بذلہ سنجی اور ظرافت ہے۔

۳۔ ان کا انداز نگارش بے تکلف اور مخلصانہ ہے۔

سندیلوی کے مضمون سے بعض اقتباس بھی نقل کر دیے جائیں۔ شجاعت علی سندیلوی نے غالب کے خطوط کی بعض خصوصیات بیان کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

''حالی ہی نے نہیں جملہ مشاہیر ادب نے مرزا کی نثر کو یگانہ و منفرد اور نا قابل تقلید تسلیم کیا ہے۔ ان کی نثر میں جو سادگی اور بے تکلفی جو شوخی ظرافت، طنز و مزاح، جدت و ندرت، منظر کشی و جزئیات نگاری ہے وہ کسی کے بس کی بات نہیں۔ مراسلت میں مکالمت پیدا کرنا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ لیکن وہ انداز نگارش کہاں پیدا کیا جا سکتا ہے۔ جو مرزا کی نثر کی روح ہے۔ ان کی نثر نویسی میں جو چیز سب پر حاوی ہے وہ ان کی شوخی و بذلہ سنجی اور ظرافت ہے''۔(۲)

مرزا محمد عسکری نے غالب کے ادبی خطوط کا ایک انتخاب ''ادبی خطوط غالب'' کے نام سے مرتب کیا ہے۔ محمد عسکری نے اس کے مقدمے میں غالب کے خطوط کی بعض خصوصیات بیان کی ہیں۔ جسے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے:

''انھوں نے نہ صرف قدیم و فرسودہ طریق القاب و آداب اور خطوط میں معمولی معمولی باتوں کو یک قلم ترک کیا بلکہ تحریر میں سلاست و بے تکلفی کے علاوہ ایک عجیب شگفتگی دل آویزی اور شوخی و ظرافت پیدا کی جس سے یہ طرز انھیں کے لیے مخصوص ہو گیا۔ اور ان کے زمانہ میں اور ان کے بعد اب تک کوئی ہمسر و مقابل ان کی اس قسم کی تحریر کا پیدا نہ ہو سکا''۔(۳)

رام بابو سکسینہ نے اپنی مرتبہ کتاب **تاریخ ادب اردو** کے حصہ نثر میں غالب کی نثر سے متعلق بعض باتیں تحریر کی ہیں جس میں غالب کے خطوط کی خصوصیات پر بھی روشنی پڑتی ہے۔ اس کے بعض نکات ملاحظہ ہوں:

۱۔ ان (غالب) کا رنگ بالکل مخصوص ہے اور انھی پر نثر اردو کی ایک خاص طرز کی بنیاد قائم ہوئی۔

۲۔ عبارت حد درجے کی بے تکلف اور روز مرہ ہے مگر ابتذال اور سوقیت اس میں مطلق نہیں بلکہ اس میں ایک ادبی شان ہے بطون ہر فقرے سے عیاں اور ظرافت ہر جملے کی تہہ میں پنہاں ہے۔

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

۳۔ بعض خطوط انھوں نے فی الواقع مکالمہ کی صورت میں لکھتے ہیں۔ کسی میں مکتوب الیہ کو غائب فرض کر لیا ہے، جس سے مکتوب الیہ کوئی دوسرا شخص معلوم ہونے لگتا ہے۔

۴۔ یہ جدت بھی کی ہے کہ القاب وآداب کا فرسودہ طریقہ اور بہت کی اور باتیں جو عموماً خطوط میں لکھی جاتی ہیں مگر درحقیقت فضول اور بیکار ہیں سب چھوڑ دیں۔

رام بابو سکسینہ نے غالب کے خطوط کا محاکمہ کرتے ہوئے تحریر کیا ہے:

''ان واقعات کی ایک بین خصوصیت یہ بھی ہے کہ وہ ان کے حالات زندگی کے مصفا اور مجھے آئینہ ہیں یہاں تک کہ اگر کوئی شخص یہ زحمت گوارا کرے کہ ان کے خطوط کو تاریخ تحریر کی ترتیب سے جمع کرے اور ان کے وہ حصے جو مرزا کے حالات زندگی کے متعلق ہیں علیحدہ کرتا جائے تو مرزا کی ایک مختصر خود نوشتہ سوانح عمری ان سے مرتب ہو جائے گی۔ یہ خطوط ان کے زندگی اور جزئیات زندگی کی تصویریں ہیں۔ ان سے حیات، احباب، اور معاصرین سے تعلقات کے متعلق ان کے نظریے اور ہم عصر اور قدیم شعرا کے متعلق ان کے خیالات سب بخوبی اخذ کیے جاسکتے ہیں''۔ (۴)

رام بابو سکسینہ نے استدلال کے طور پر خطوط غالب سے بعض اقتباس بھی پیش کیے ہیں۔ سید احتشام حسین (ف ۱۹۷۲ء) نے غالب کے خطوط سے متعلق کوئی کتاب یا کوئی مضمون تو تحریر نہیں کیا ہے البتہ انھوں نے اپنی کتاب ''اردو ادب کی تنقیدی تاریخ'' میں غالب کے خطوط سے متعلق بعض باتیں تحریر کی ہیں۔ جس کا ماحصل یہ ہے۔

غالب نے اپنے خطوط میں معاصر تاریخ، سیاسی واقعات اور ادبی مباحث کے علاوہ اپنی زندگی کی ہر بات تحریر کی ہے۔ اس کے علاوہ ان کے خطوط میں کہیں تو کسی کی مدح ہے تو کہیں کسی کی مذمت کی ہے۔ کہیں کسی سے ہمدردی کا اظہار کیا ہے تو کہیں کسی کی مخالفت کی ہے۔ کہیں سنجیدہ مسائل پر اپنے خیالات ظاہر کیے ہیں اور کہیں کسی بڑی بات کو چٹکیوں میں اڑا دیا ہے۔ کہیں پر مذہب اور فلسفہ پر گفتگو کی ہے تو کہیں کر پن کا مضحکہ اڑایا ہے۔ یعنی غالب کے خطوط ان کی سرگذشت حیات ہونے کے ساتھ ساتھ بہت سے اور مسائل کا احاطہ کیے ہوئے ہیں۔ سید احتشام حسین غالب کے خطوط کی جملہ خصوصیات کے حوالے سے لکھتے ہیں:

''غالب ایک انقلابی مزاج رکھتے تھے۔ انھوں نے مراسلت کے ان تمام قاعدوں کو توڑ دیا، جو محمد شاہ کے وقت تک رائج تھے۔ وہ اپنے دل کی بات خط کے ابتدا ہی سے شروع کر دیتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جس کو خط لکھ رہے ہیں اس سے باتیں کر رہے ہیں۔ وہ خصوصیت جس نے ان کے خطوط کو دلچسپ اور مقبول عام بنا دیا ہے وہ ان کی بذلہ سنجی ہے جو ایک رنگ کی طرح تمام تحریروں پر پھیلی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ مختصر یہ کہ ان کے خط ان کی غزلوں ہی کی طرح اہم ہیں''۔ (۵)

شیخ محمد اکرم نے غالب نامہ کے نام سے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس میں انھوں نے غالب کی زندگی اور تصانیف کا تفصیلی مطالعہ پیش کیا ہے۔ خطوط غالب کی خصوصیات کا تذکرہ ذیل میں ان کا اختصار پیش کیا جاتا ہے:

۱۔ غالب نے دہلی کی زبان کو تحریر کا جامہ پہنایا۔

۲۔ اپنی ظرافت اور مؤثر طرز بیان سے اردو نثر کے لیے ایک طرز تحریر قائم کر دیا۔ جس کی پیروی دوسروں کے لیے لازم تھی۔

۳۔ ان کی اردو خط وکتابت کا طریقہ جو فی الوقع سب سے نرالا تھا (القاب وآداب کا نیا طریقہ)۔

۴۔ غالب نے جس طرح القاب وآداب دوستانہ خطوط میں مختصر کر دیے اسی طرح طرز تحریر بھی بڑا بے تکلف اور سادہ استعمال کیا تھا، ویسے اس میں بھی حفظ مراتب اور موضوع کی موزونیت کا خیال رہتا۔

۵۔ خط وکتابت کے متعلق ان کا شروع سے ہی ایک خاص نقطہ نظر تھا۔ اور وہ چاہتے تھے کہ مکتوب نویسی میں وہی زبان استعمال کی جائے جو گفت وشنید میں استعمال ہوتی ہے۔

۶۔ مرزا کا طرز تحریر صحیح معنوں میں سہل ممتنع ہے، دیکھنے میں آسان اور اختیار کرنے میں سخت مشکل۔

اس ضمن میں شیخ محمد اکرام یہ تاثر دیا ہے کہ اردو میں سادہ اور بے تکلف طرز تحریر کسی ادبی اصول کے تحت نہیں بلکہ اپنی مجبوریوں کی وجہ سے شروع کیا تھا۔ اور ابتدا میں اس کا ذکر بڑی معذرت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ لیکن جب یہ طرز تحریر کامیاب ہو گیا اور ان کی طبع خداداد نے اس میں ایسی ایسی رنگینیاں پیدا کر دیں کہ خاص وعام کو یہ انداز پسند آیا۔ تو وہ اس طرز تحریر پر فخر کرنے لگے اور اسے خاص اپنی ایجاد قرار دیتے ہیں۔ شیخ محمد اکرام لکھتے ہیں:

Al-Qirtas
ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

’’غالب کے خطوط ہمارے ادب کا غیر فانی سرمایہ ہیں۔ان خطوط میں ہمیں وہ فضا ملتی ہے جس میں غالب کا عہد اور ان کا معاشرہ سانس لے رہا ہے،اعظمی کی رائے ہے کہ ان خطوط میں محض زبان کی سادگی اور سلاست بمحاورے یا القاب وآداب کی فرسودہ رسم کا ختم ہو جانا نہیں ہے بلکہ ان میں حرف وصوت کا وہ آہنگ ہے جو حواس کی بیداری اور لہو کی گردش سے وجود میں آتا ہے،آخر میں انھوں نے تحریر کیا ہے کہ غالب کے خطوط کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ خط میں جو غالب نظر آتا ہے وہ اپنے آدمی ہونے پر شرماتا نہیں ہے،اور زندگی کی ادنی ترین حقیقتوں کو قبول کرنے سے ہچکچاتا نہیں ہے۔‘‘(۶)

خلیل الرحمن اعظمی نے اپنے بیان کی تائید میں خطوط غالب سے بعض اقتباسات بھی پیش کیے ہیں ان کا یہ مضمون ’’**عرفان غالب** مرتبہ آل احمد سرور میں شامل ہے۔

ہمارے عہد کے مشہور نقاد پروفیسر اسلوب احمد انصاری نے غالب پر کئی کتابیں لکھی ہیں۔انھوں نے اپنی ایک کتاب نقش ہائے رنگ رنگ میں غالب کے خطوط کی بعض خصوصیات پر بھی روشنی ڈالی ہے۔موصوف کے بیان کردہ بعض اہم نکات درج ذیل ہیں۔غالب کے اردو خطوط فارسی مکاتیب کے مقابلے میں زیادہ سبک،زود ہضم اور حدیث دل کے غماز ہیں۔یہ سرتاسر غیر رسمی ہیں اور تعقید لفظی ومعنوی سے پاک ہیں۔

والیان ریاست کے نام خطوط میں مدح وثناخوانی ہوتی تھی اس لیے ان خطوط میں القاب وآداب طویل اور گراں بار،طرز تخاطب خوشامدانہ اور عبارت آرائش منتقی و سمع ہے۔ان خطوط کی دلکشی کا ایک بڑا راز یہ ہے کہ یہ بوجھل،جامد اور بے کیف نہیں،بلکہ بے حد متحرک اور زندہ ہیں۔ظرافت ان کی طبیعت کا جزو لاینفک تھی۔پروفیسر اسلوب احمد انصاری لکھتے ہیں:

’’غالب کے خطوط ان کی فعال،گوناگوں اور دلکش شخصیت کا عکس ہیں۔غالب کے خطوط متنوع تجربات کو محیط ہیں۔ان کے اردو خطوط ۱۸۴۸ء سے ۱۸۶۹ء تک کی مدت پر پھیلے ہوئے ہیں۔انھوں نے فارسی میں مکتوب نگاری اس لیے ترک کی کیوں کہ خود اُٹھی کے بقول وہ جس اہتمام وانصرام اور محنت پژوہی اور جگر کاوی کا مطالبہ کرتی تھی،اسے غالب اپنی زندگی کے آخری دور میں پورا کرنے کی خاطر خواہ سکت نہ رکھتے تھے۔‘‘(۷)

پروفیسر نور احسن نقوی اپنی مرتبہ کتاب "تاریخ ادب اردو میں غالب کے خطوط پر اظہار خیال کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:غالب نے خط میں اپنے خاندان،اپنے آبا واجداد اور خود اپنے مکمل حالات بیان کر دیے ہیں۔حد یہ ہے کہ غالب نے ان باتوں کو بھی نہیں چھپایا جنھیں اکثر لوگ چھپا جاتے ہیں۔غالب کے زمانے کی دلی،غدر کے حالات،بے گناہوں کا مرنا یا ان کی سزا پانا کبھی کچھ ان خطوط میں موجود ہے۔نورالحسن نقوی غالب کی انفرادیت قائم کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

’’ان کا مزاج نرالا تھا۔کسی کی پیروی کو باعث شرم خیال کرتے تھے۔ہر معاملے میں اپنا راستہ آپ نکالتے تھے اور وہ بھی سب سے الگ۔اس زمانے میں مکتوب نگاری کا جو انداز تھا(اور وہ بھی فارسی میں)غالب نے اسے رد کر کے نیا انداز ایجاد کیا۔مثلاً اس دور میں لمبے لمبے القاب وآداب کا رواج تھا انھوں نے مختصر القاب لکھے.....غالب نہایت شگفتہ مزاج تھے شوخی اور ظرافت طبیعت میں داخل تھی۔یہ خطوط لطیفوں،چٹکلوں اور دلچسپ باتوں سے بھرے پڑے ہیں۔‘‘(۸)

مختصر یہ کہ یہ سمجھنا غلط ہے کہ غالب نے ان خطوط میں صرف بول چال کی زبان استعمال کی ہے۔علمی معاملات کے سلسلے میں انھوں نے علمی زبان کا استعمال کیا ہے۔اردو میں استدلالی نثر سرسید کا کارنامہ خیال کیا جاتا ہے لیکن خطوط غالب میں استدلالی نثر کے نمونے بھی مل جاتے ہیں۔

حوالاجات

1. سید علی حیدر نظم طباطبائی،شرح دیوانِ غالب،اُردو بک کارنر جہلم،2013،ص179
2. شجاعت علی سندیلوی،مرزا غالب بہ حیثیت نثر نگار،مشمولہ،سہ ماہی،نیرنگ خیال،1987،ص520
3. مرزا محمد عسکری،ادبی خطوط نگاری،ایجوکیشنل پریس،کراچی،1929،ص18
4. رام بابو سکسینہ،تاریخ ادب اُردو،جامع نگر،نئی دہلی،2000،ص10
5. سید احتشام حسین،اُردو ادب کی تنقیدی تاریخ،قومی کونسل برائے فروغ اُردو زبان،نئی دہلی،2001،ص174
6. شیخ محمد اکرم،غالب نامہ،سرفراز قومی پریس،لکھنؤ،س۔ن،ص249
7. اسلوب احمد انصاری،پروفیسر،نقش ہائے رنگ رنگ،غالب انسٹی ٹیوٹ،نئی دہلی،1998،ص338

Al-Qirtas ARABIC
ISSN Online : 2709-6076
ISSN Print : 2709-6068

.8 نورالحسن تقوی، تاریخ ادب اُردو، ایجوکیشنل بک ہاوس، علی گڑھ، 2002، ص228

Reference in Roman Script:

1.syed Ali Haider nazam taba-tabaai, sharah diwanِ ghalib, urdu book corner Jehlum, 2013, p179
2.Shujaiat Ali Sandelvi, Mirza ghalib bah hesiyat nasr nigaar, mashmola, sah mahi, Nearing e khayaal, 1987, p 520
3.Mirza Mohammad Askari, adbi khutoot nigari, educational press, Karachi , 1929, s 18
4.Raam Baabo Saksaena, tareekh adab urdu, jame nagar, nai Dehli , 2000, p 10
5.syed Ehtisham Hussain , urdu adab ki tanqeed y tareekh, qaumi council baraye farogh urdu zabaan, nai Dehli , 2001, p 174
6.Sheikh Mohammad Ikram, ghalib nama, Sarfraz qaumi press, Lucknow, seen. noon, p 249
7.Asloob Ahmed Ansari, professor, naqsh haae rang rang, ghalib insti tute, naw Dehli , 1998, p 338
8.Noor ul Hasan taqvi, tareekh adab urdu, educational book house, Aligarh, 2002, p 228